© rasailojaraid.com

اداریہ

نائب مدیر

پیغام سیرت

ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ذاتی زندگی کی چند جھلکیاں اور ہماری زندگی

پیغام سیرت

ہر شخص عام طور پر دوہری زندگی گزارتا ہے، اس کی ایک تصویر تو اس کے ماننے والوں، چاہنے والوں اور دیکھنے والوں کے سامنے ہوتی ہے، اور دوسری صورت گھر کے اندر ہوتی ہے، جس سے باہر کی دنیا واقف نہیں ہوتی۔ انسانی تاریخ میں صرف ایک مثال ہے، اور صرف ایک ذات ہے، جو اندر باہر ایک ہے، اور وہ ذات اپنی دن رات کی گھریلو زندگی کے بارے میں بھی اس قدر اعتماد رکھتی ہے کہ اس کی طرف سے اپنے قریب رہنے والوں کو عام دعوت ہے کہ جو دیکھو، جب دیکھو، جیسے دیکھو بیان کر دیا کرو، کچھ مت چھپاؤ، سب تاریخ کی امانت ہے، اور سب کچھ لوگوں تک پہنچنا چاہیے۔ یہ بات لکھنے میں بہت آسان ہے، مگر یہ بات کہنے کے لیے برسوں کی ریاضت درکار ہے، پھر بھی یہ کہنے کی ہمت شاید کسی کو نہ ہو سکے۔ وہ ذات رسول اکرم ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ ہے۔

اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اور جوانی و نوجوانی کے بھرپور اور سرگرم ترین چالیس برسوں کی گواہی کسی اور کے قلم سے نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس رفیقۂ حیات کے قلم سے ہم تک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پہنچی ہے، جو آپ کے ساتھ اس وقت تک پندرہ قیمتی برس گزار چکی تھیں، اور خود عمر میں آپ سے پندرہ برس بڑی تھیں۔ آپ ﷺ کی پہلی رفیقۂ حیات، جو شادی کے وقت چالیس برس گزار چکی تھیں اور جن کی یہ تیسری شادی تھی، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔ یعنی اس بیان میں مبالغے، وقتی جذبات اور خلاف واقعہ امر کا شامل ہو جانا ممکن ہی نہیں۔ وحی اول یعنی سورۃ العلق کی ابتدائی آیات کے نزول کے بعد حضرت خدیجہ نے آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا تھا:

> کلا، واللہ ما یخزیک اللہ ابداً، انک لتصل الرحم، وتحمل الکل، وتکسب المعدوم، وتقری الضیف، وتعین علی نوائب الحق (۱)
>
> خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کبھی رنج نہ دے گا، اس لیے کہ آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، آپ ﷺ ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، آپ ناداروں کے لیے کماتے ہیں، آپ مہمان نوازی کرتے ہیں، آپ ﷺ لوگوں کی ان مشکلات میں مدد کرتے ہیں جو حق ہوتی ہیں۔

اس بنا پر ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم آپ ﷺ کے گھر کی اندر کی زندگی کو جانیں، اور غور کریں کہ ہم بھی اپنے اندر یہ اعتماد کیسے پیدا کر سکتے ہیں کہ ہم بھی دوہری زندگی کے مصنوعی ماحول سے باہر نکل سکیں اور ہر ایک کو اپنے گھر کے اندر جھانکنے کی اجازت دے سکیں۔ اس مقصد کے لیے ہم نے ان سطور میں آپ ﷺ کی گھریلو اور اندرونی زندگی کے چند پہلوؤں کا انتخاب کیا ہے۔ (۲)

آپ ﷺ کے کپڑے

حضرت ابو بردہؓ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک دبیز چادر اور ایک موٹے کپڑے کا تہبند نکال کر ہمیں دکھایا اور

۱۔ بخاری: ج ۱، ص ۶، رقم ۳

۲۔ اس موضوع پر تفصیل سے جاننے کے لیے شمائل نبوی کے عنوان سے موجود کتب کا مطالعہ مفید ہوگا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرمایا کہ ان ہی دو کپڑوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا تھا۔(۱)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک روز آپ صبح کے وقت گھر سے باہر تشریف لے گئے تو اس وقت آپ کے بدن پر سیاہ بالوں کی چادر تھی۔(۲)

لباس انسان کی شناخت ہے، اور امارت پسندی کا سب سے نمایاں اظہار۔ انسان کو ذرا سی فراخی حاصل ہو تو اس کی توجہ کا پہلا مرکز اس کا لباس ہی ہوتا ہے، اور مالی طور پر مستحکم شخص کے لیے حکم بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مالی نعمتوں کا اظہار اس کی شخصیت سے بھی ہونا چاہیے۔ مگر یہاں ملاحظہ ہو کہ مدینہ منورہ میں فراخی کے حاصل ہونے کے بعد بھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری ریاست مدینہ کے بلا شرکت غیرے امیر تھے، آپ کا رہن سہن کس قدر سادہ تھا۔

سلیقہ اور نفاست

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بدسلیقگی سخت ناپسند تھی، آپ سادگی پسند تھے، مگر نفاست کے ساتھ رہنا پسند کرتے تھے۔

حضرت سمرہ بن جندبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سفید کپڑا پہنا کرو، اس لیے کہ وہ زیادہ پاک وصاف رہتا ہے اور اسی میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو۔(۳)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص صرف ایک پاؤں میں جوتا پہن کر نہ چلے۔ یا دونوں پاؤں ننگے رکھے یا دونوں پاؤں میں جوتا پہنے۔(۴)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص بائیں ہاتھ سے کھائے یا ایک (پاؤں میں) جوتا پہنے۔(۵)

۱۔ بخاری: ج۴، ص۷۴، رقم ۵۸۱۸

۲۔ شمائل ترمذی: ۵۶

۳۔ ابوداؤد: کتاب اللباس، باب فی البیاض

۴۔ بخاری: ج۴، ص۵۶، رقم ۵۸۵۶

۵۔ شمائل: رقم ۸۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس میں جہاں چلنے کے معاملے میں احتیاط کا درس موجود ہے۔ وہیں بدسلیقگی سے بھی منع کیا گیا ہے، کیوں کہ صرف ایک پیر میں جوتا پہن کر چلنا، چال بھی متاثر کرتا ہے اور یہ منظر دیکھنے والوں پر بھی اچھے اثرات مرتب نہیں کرتا۔ نیز اس صورت میں قدم لڑکھڑانے اور انسان کے غیر متوازن ہونے کا خدشہ بھی رہتا ہے۔ اس لیے ایسی صورت سے احتراز ضروری ہے۔

کھانا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کھانے میں عیب نکالنا بھی پسند نہ تھا: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ اگر پسند ہوا تو کھا لیا اور اگر ناپسند ہوا تو چھوڑ دیا۔(۱)

دراصل اس میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں، ایک تو کھانے کی برائی اللہ تعالیٰ کی ناشکری کی صورت بھی اختیار کرلیتی ہے، پھر اس میں کھانا بنانے والے کی تحقیر اور اس کی دل شکنی کا پہلو بھی شامل ہے۔ اگر کھانے کی برائی انسان کی عادت بن جائے تو انسان میں عدم اطمینان کی کیفیت بھی دائمی صورت اختیار کرلیتی ہے۔ یہ سب باتیں ظاہر ہے کہ خود برائی کرنے والے شخص کے لیے بھی نقصان دہ ہیں۔ اس لیے ان سے منع کیا گیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات مبارکہ میں کھانے کھاتے ہوئے سادگی اتنی تھی کہ حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ (کھانے کے بعد) انگلوں کو چاٹ لیا جائے اور برتن کو صاف کرلیا جائے اور آپ نے فرمایا کہ بلاشبہ تم نہیں جانتے کہ کھانے کے کس ذرے میں برکت ہے۔(۲)

یہ عمل خود کسی قدر سادگی اور عاجزی کا مظہر ہے، اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

اسی طرح ابن عباس کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے گھر والے کئی کئی رات مسلسل بھوکے گزار دیتے تھے کہ رات کو کھانے کے لیے کچھ موجود نہیں ہوتا تھا، اور

۱۔ بخاری: ج ۳، ص ۵۴۴، رقم ۵۴۰۹

۲۔ ابن ماجہ: کتاب الاطعمۃ، باب لعق الاصابع

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اکثر آپ کی خوراک جو کی روٹی ہوتی تھی۔(۱)

جن روایات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فقروفاقے کا ذکر ہے، ان کی اہمیت اس لیے بھی بڑھ جاتی ہے، وہ کسی مجبوری کے سبب نہ تھا، بل کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خود اختیاری تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایثار کی وجہ سے تھا کہ آپ کے پاس جو کچھ میسر ہوتا ضرورت کے وقت وہ ضرورت مند کو دے دیتے اور خود روکھے سوکھے پر گزارا کر لیتے۔

ایک اور روایت ملاحظہ ہو، حضرت انس ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی چپاتی (پتلی روٹی) نہیں کھائی اور نہ بھنی ہوئی بکری کھائی یہاں تک کہ (آپ) اللہ سے جا ملے۔(۲)

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں کو مدینے آنے کے بعد کبھی تین دن متواتر گیہوں کھانے کے لیے نہیں ملا تھا، یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔(۳)

کھانے میں سادگی کی ایک ور مثال دیکھیے کہ: حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سرکہ بھی کیسا اچھا سالن ہے۔(۴)

اس کا مفہوم یہ نہیں تھا کہ کسی بھی طرح کے سالن کی موجودگی میں سرکے کی تعریف ہو رہی ہے، بل کہ یہ ایک ایسے موقع کا قصہ ہے، جب گھر میں سرکے کے سوا روٹی کے ساتھ کھانے کے لیے کچھ بھی موجود نہیں تھا، تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا تھا۔ مقصود شاید یہ تھا کہ کچھ نہ ہوتے ہوئے اگر صرف سرکہ ہی میسر ہو تو اس کی بھی قدر کی جائے، اور عملی زندگی میں سادگی کو فروغ دیتے ہوئے انسان کے اندر شکر گزاری کے جذبات بیدار کیے جائیں، تاکہ انسان، جو جو میسر ہو اس پر قناعت کرنا سیکھ سکے اور حرص وہوس کی زندگی کا شکار ہونے سے بچ سکے۔

لیکن جب میسر آ جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گوشت بھی کھاتے، اور اس وقت کے اچھے کھانوں سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لطف اٹھایا ہے، چناں چہ حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ

۱۔ شمائل ترمذی: رقم ۱۴۴

۲۔ بخاری: ج ۳، ص ۴۴۸، رقم ۵۳۸۵

۳۔ بخاری: ج ۴، ص ۲۰۰، رقم ۶۴۵۴

۴۔ ترمذی: ج ۳، ص ۳۳۱، رقم ۱۸۴۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کہیں سے گوشت آیا، اس میں سے دست آپ کے سامنے پیش ہوئی۔ آپ کو دست کا گوشت پسند تھا۔ آپ نے اس کو دانتوں سے کاٹ کر تناول فرمایا (یعنی چھری وغیرہ سے نہیں کاٹا)(۱)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کہتے ہیں کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پیٹھ کا گوشت بہترین گوشت ہے۔(۲)

یعنی آپ ﷺ کی سادگی میں رہبانیت نہیں تھی، انسانی ضرورتوں سے انکار نہیں تھا، میسر رزق سے روگردانی نہیں تھی، بلاوجہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے کی روایت نہیں تھی، بل کہ مزاج کی لچک تھی کہ ہر حال میں گزارا کرلیتے اور ہر حال میں راضی بہ رضا رہ کر اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔ اچھا کھانا میسر آتا تو اس سے خوب لطف اندوز ہوتے، مگر آپ ﷺ اسے زندگی کی ایک ضرورت سمجھتے، انسانی زندگی کا مقصد نہیں۔ اس معمول نبوی میں ہمارے لیے بھی اسوۂ حسنہ موجود ہے۔

خوش بو

آپ ﷺ کو خوش بو پسند تھی، مگر دیکھیے اس حوالے سے بھی کیا ہدایت فرمائی: حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں واپس نہیں کرنی چاہئیں۔ ۱۔ تکیہ، ۲۔ خوش بو، ۳۔ دودھ۔(۳)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مردانہ خوش بو وہ ہے جو پھیلتی ہوئی اور جس کا رنگ غیر محسوس ہو اور زنانہ خوش بو وہ ہے جس کا رنگ غالب ہو اور خوش بو مغلوب۔(۴)

دیکھیے جہاں ایک جانب خوش بو کو انتہائی ذوق کا حصہ قرار دے کر اس کی ترغیب دی،

۱۔ ابن ماجہ: کتاب الاطعمہ، باب اللحم

۲۔ شمائل: رقم ۱۷۰

۳۔ ترمذی: ج ۴، ص ۳۶۲، رقم ۲۷۹۹

۴۔ شمائل ترمذی: رقم ۲۱۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وہیں مرد و خواتین کی فطری ضرورتوں کو بھی نمایاں فرمادیا، کیوں کہ خاتون کا خوش بو لگا کر باہر نکلنا غیر مردوں کی توجہ کا باعث بن سکتا ہے۔ یہ بات خواتین کے تحفظ کے نقطۂ نظر سے بھی احتیاط کی متقاضی ہے۔

گفت گو

بیان تو نبوت کا فن ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو بحرِ فصاحت تھے۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی متانت اور ترتیل سے گفت گو فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص (آپ کے الفاظ) شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا۔(۱)

کہاں ہمارے چبا چبا کر اور بنا بنا کر بولنے والے خطیب اور کہاں نبوت کا اندازِ تکلم۔

سبحان اللہ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ (بعض مرتبہ حسب ضرورت) کام کو تین تین مرتبہ دہراتے، تاکہ سننے والے اچھی طرح سمجھ لیں۔(۲)

گفت گو دراصل مافی الضمیر منتقل کرنے کا نام ہے، یہ کام چیخنے چنگھاڑنے یا گانے بجانے سے نہیں ہوسکتا، پھر جب معاملہ دین اور دینی روایات کا ہو تو اس کا ماحول الگ سے تقدس چاہتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حوالے سے یہ ہدایات عطا فرمائی ہیں۔ اگر نبوی اسلوب تکلم ہمارے سامنے رہے، تو ہم اس میدان میں بھی بہت سی خرافات سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

مسکراہٹ

اندر کا انسان مطمئن ہو تو باہر اس کے اثرات ضرورت دکھائی دیتے ہیں۔ مگر ہنسنے اور مسکرانے کے لیے بھی نفاست اور اس نفاست کے لیے تربیت اور ریاضت نہایت ضروری ہے۔

۱۔ بخاری: ج ۲، ص ۴۲۸، رقم ۳۵۶۷

۲۔ شمائل ترمذی: رقم ۲۲۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہنسنا صرف تبسم ہوتا تھا۔(۱)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح کھل کھلا کر ہنستے ہوئے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کا کوا نظر آنے لگتا ہو۔ آپ صرف مسکراتے تھے۔(۲)

نیک ہونے کے لیے چہرے پر سختی اور یبوست سجانا ضروری نہیں، ایک مسکراتا چہرہ ہی مومن کی پہچان ہے۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باہمی میل ملاقات کے وقت خندہ پیشانی سے ملنے کی تلقین فرمائی ہے۔

مزاح

انسانی زندگی خشک اور ہر طرح کی لطافتوں سے مبرا نہیں ہے، انسان اگر نفاست رکھتا ہے، اور لطافت سے آشنا ہے تو لطف حسِ مزاح بھی ضرور رکھتا ہے، چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہترین حسِ مزاح رکھتے تھے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ایک مرتبہ مزاحاً یا ذالاذنین (اے دو کان والے) فرمایا۔(۳)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہم سے مذاق بھی فرما لیتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں مگر میں کبھی غلط بات نہیں کہتا۔(۴)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ کسی شخص نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ کوئی سواری کا جانور مجھے عطا فرما دیجیے۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایک اونٹنی کا بچہ تمہیں دوں گا۔ سائل نے عرض کیا کہ حضور میں بچہ لے کر کیا کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ ہر ایک اونٹ کسی اونٹنی کا بچہ ہی تو ہوتا ہے۔(۵)

۱۔ شمائل ترمذی: رقم ۲۲۶

۲۔ بخاری: ج ۴، ص ۱۰۸، رقم ۶۰۹۲

۳۔ شمائل: رقم ۲۳۴۔ مسند احمد: ج ۳، ص ۵۸۰

۴۔ ترمذی: ج ۳، ص ۳۹۹، رقم ۱۹۹۷

۵۔ ترمذی: ایضاً، رقم ۱۹۹۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ملاحظہ کیجیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے صحابہ سے مزاح بھی فرمایا، بے تکلفی سے بات چیت بھی کی، مگر ہر صورت میں سچائی بھی قائم رہی اور گفت گو میں لطف بھی پیدا ہو گیا۔ مزاح اسی کو کہتے ہیں کہ چلتے چلتے کوئی لطیف بات کہہ دینا، کوئی ایسا جملہ اچھال دینا، جس کو سن کر چہرے پر مسکراہٹ آجائے ادر ہونٹوں پر تبسم لوٹ جائے۔ لیکن اس مقصد کے لیے جھوٹ بولنا، بہتان باندھنا، مزاق اڑانا اور خلافِ واقعہ بات کرنا درست نہیں ہے۔ شریعت نے ان باتوں سے منع کیا ہے۔

بستر

مدینہ منورہ میں جب آپ ایک بڑی اور تیزی سے پھیلتی ہوئی ریاست کے بلاشرکتِ غیرے حکم راں تھے، آپ کے گھر کا عالم یہ تھا کہ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بستر جس پر آپ سوتے تھے چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ (۱)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دوسری زوجہ محترمہ حضرت حفصہ کی گواہی بھی ملاحظہ کیجیے: حضرت حفصہؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے گھر میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بستر کیسا تھا؟ انھوں نے فرمایا:

> ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرا کر کے ہم آپ کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے۔ ایک روز مجھے خیال ہوا کہ اگر اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا جائے تو زیادہ بہتر ہو جائے گا۔ چناں چہ میں نے ایسا ہی کیا (یعنی چوہرا کر کے بچھا دیا) آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صبح کو دریافت فرمایا کہ رات کو میرے نیچے کیا چیز بچھائی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ وہی روزمرہ کا بستر، رات کو اسے چوہرا کر دیا تھا، تاکہ زیادہ نرم ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو پہلی والی حالت میں رہنے دو۔ اس کی نرمی رات کو مجھے تہجد سے مانع ہوئی۔ (۲)

۱۔ بخاری: ج ۴، ص ۲۰۰، رقم ۶۴۵۶

۲۔ شمائل: رقم ۳۲۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

روزے

رمضان کے روزے تو ہر مسلمان پر فرض ہیں، مگر آپ ﷺ اس کے علاوہ بھی روزے سے رہتے۔ چناں چہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر مہینے کے شروع میں تین دن روزے رکھتے تھے اور جمعے کے دن بہت کم افطار فرماتے تھے۔(۱)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اعمال پیر اور جمعرات کے روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میرے اعمال روزے کی حالت میں پیش ہوں۔(۲)

مگر آپ ﷺ کا افطار کیا ہوتا؟ یہ بھی جاننے کی ضرورت ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز سے پہلے چند تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے تھے۔ اگر تر کھجوریں موجود نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے افطار فرماتے۔ اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی پی لیتے۔(۳)

روزہ دراصل انسان کے مزاج میں ٹھہراؤ، تحمل اور برداشت پیدا کرتا ہے اور اس فانی دنیا سے قلبی تعلق ختم کرتا ہے، یہی سبب ہے کہ رمضان المبارک کے فرض روزوں کے علاوہ رسول اکرم ﷺ نے نفلی روزوں کا خاص اہتمام فرمایا اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرمائی ہے۔

خلاصہ

شمائل نبوی سے آپ ﷺ کے رہن سہن اور طرز حیات پر مشتمل چند جھلکیاں یہاں پیش کی گئی ہیں۔ یہاں آپ ﷺ کی عادات اور اخلاق کا احاطہ مقصود نہیں، ان چند جھلکیوں سے اپنی زندگی کا جائزہ لینا مقصود ہے۔ یہ تمام امور وہ ہیں، جن سے کسی ایک فرد کو بھی مفر

۱۔ شمائل: رقم ۳۰۲

۲۔ ترمذی: ابواب الصوم باب ماجاء فی صوم یوم الاثنین والخمیس۔ دارمی: ج ۲، ص ۳۳

۳۔ ترمذی: ابواب الصوم باب ماجاء ما ستحب علیہ الافطار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہیں۔ ان سے سب کا واسطہ پڑتا ہے۔ اس لیے ان امور کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمہ وقت ہمارے سامنے رہنا چاہیے، تاکہ ہم وقتاً فوقتاً انہیں ملاحظہ کرتے رہیں، اور مسلسل خود احتسابی کے عمل سے اپنے آپ کو گذارتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

تاخیر اور وجوہ تاخیر

کچھ عرصے سے شش ماہی السیرہ عالمی اپنی اشاعت کا بروقت اہتمام نہیں کر سکا۔ اس کی چند در چند وجوہ ہیں، جن میں نمایاں ترین سبب تو کرونا کی وبائی صورت حال ہے، جس نے ساری حیاتِ انسانی دنیا بھر میں معطل کر کے رکھ دی، مگر اس سے قبل بھی تاخیر اس سبب سے رہی کہ ایک تو معیاری غیر مطبوع مضامین کا حصول مشکل تر ہوتا جا رہا ہے، چند ایک جو لکھ رہے ہیں وہ محض انتظامی اور منصبی ضرورتوں کے تحت لکھ رہے ہیں، اور اس مقصد کے لیے السیرہ کے لیے لکھنا ان کے لیے مفید نہیں ہو سکتا۔ پھر کاغذ کی مسلسل گرانی نے تمام ہی اشاعتی سلسلوں کو نہایت آزمائش میں مبتلا کر دیا ہے۔ گزشتہ دو برسوں میں تو اشاعتی اخراجات میں دوگنا سے زائد اضافہ ہوا ہے یہ وہ امور ہیں، جو ادارے کی حدود سے باہر ہیں۔ بہ ہر کیف قارئین کو جو زحمت انتظار اٹھانی پڑی، اس پر معذرت۔ ہمیں دعاؤں کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ اس سلسلے کو جاری رکھنے کی توفیق ارزانی فرمائے اور قبول فرمائے۔ آمین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تذکرہ مولانا سید زوار حسین رحمہ اللہ

(دو جلدیں)

ترتیب وتدوین

سید عزیز الرحمٰن

ابواب

جلد اول

○ حیات، ○ خراج عقیدت، ○ شاعری،

جلد دوم

○ خدمات، ○ خلفاء، ○ افکار

قیمت ۸۹۰ روپے کل صفحات: ۷۹۲

ناشر

زوار اکیڈمی پبلی کیشنز

اے۔۴/۱۸، ناظم آباد نمبر ۴، کراچی۔۷۴۶۰۰، فون: ۳۶۶۸۴۷۹۰

info@rahet.org - www.rahet.org

zawwar academy publication

research academy for higher education & technology

© rasailojaraid.com